قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

مجموعہ

جوابات رضویہ — غلام مہر علی

تحقیقات غلام مہر علی

پورے چودہ سو سال میں مسئلہ صلوٰۃ وسلام قبل از اذان، دعا بعد سلام نماز جنازہ اور
عصمت رسول ﷺ پر نادر روزگار تحقیقی و علمی سرمایہ

حصہ اول

از افادات
عالم ربانی، عارف یزدانی محقق الثانی
حضرت مولانا علامہ غلام مہر علی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم دار العلوم نور المدارس حنفیہ عیدگاہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر

مسئلہ صلوٰۃ و سلام قبل اذان اور دعا بعد سلام نماز جنازہ کا مفید ترین مفصل و مدلل

علمی و تحقیقی جائزہ

تحفۃ المناظرین

فی اثبات

مستحباتِ الدین

تصنیف

عالم ربانی، عارف یزدانی محقق لاثانی

حضرت مولانا علامہ غلام مہر علی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دار العلوم نور المدارس، صدر عیدگاہ، چشتیاں شریف، ضلع بہاول نگر

وصل اول دربیان استحباب صلوٰۃ و سلام قبل اذان

مستند علمائے اصول احکام شریعت و فقہائے احناف کے اقوال کی روشنی میں مستحب کے احکام شریعت سے قرار دیئے جانے اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت کو کسی کام کی ترغیب فرما دینے اور خود وہ کام نہ کرنے کے باوجود اس کام کے مندوب و مستحب ہونے کے تحقیق ہو جانے کے بعد ہمارا دعویٰ ہے کہ اذان - تکبیر - تلاوت قرآن مجید - وضو - نماز - طواف کعبہ و دیگر ہر اہم و نیک کام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے - پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ پڑھنا خلاف اَولیٰ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ارشاد عموی اذان تکبیر وغیرہ سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا ترغیبی ارشاد فرمایا ہے - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں -

كُلُّ أَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَاءُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ، الرہاوی عن ابی ہریرۃ (جامع صغیر امام سیوطی ج 2 ص 92 طبع مصر) یعنی ہر اہم امر و نیک کام جس کی ابتدأ میں حمد الٰہی اور مجھ پر صلوٰۃ نہ پڑھی گئی وہ ناقص اور ہر برکت سے محروم ہو گا -

اس حدیث کو محدث رہاوی نے اپنی کتاب "الاربعین" میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے -

اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واضح ہے کہ ہر نیک و اہم کام سے پہلے حمد الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے اور اذان و تکبیر بھی بہت بڑے اہم و نیک کام ہیں - لہٰذا بطور شمول حکم کل امرٍ ذی بالٍ ان سے پہلے بھی صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے -

اذان امر ذی بال ہے | اذان کے امر ذی بال یعنی اہم و مہتم بالشان کام ہونے کے متعلق حدیث شریف ملاحظہ ہو - المؤذنون أطول الناس اعناقاً یوم القیمۃ: رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص 63) یعنی قیامت کے دن اذان پڑھنے والوں کی گردنیں دوسرے لوگوں سے بلند ہوں گی -

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بعد یہ واضح ہے کہ اذان امر ذی بال اور اہم کام ہے - اور جب یہ کام ذی بال واہم کام ہے تو ضَرَبَ یضرِب کے حافظ کسی عالم یا مفتی کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ اس سے پہلے صلوٰۃ و سلام کو بدعت مذمومہ یا اضافہ قرار دے کر منشاء نبوی سے تصادم کرے -

لفظ کل کا مفاد | لسان عرب میں عموم اور شمول حکم کے لئے الفاظ و حروف موضوع ہیں جن میں سے کل - اذا - من - ما وغیرہ کا استعمال عموم کے لئے ہوتا ہے - کتاب و سنت میں اس کا ذخیرہ موجود ہے - کسی کثیر الافراد امر کے لئے جب کوئی ارشاد فرمانا ہوتا ہے تو لفظ کل سے حکم

جاری فرما دیا جاتا ہے تاکہ جو افراد اس کلیہ کے دائرے میں آئیں وہ حکم ان سب افراد پر نافذ ہو جائے - قرآن مجید میں اس کی ایک مثال دیکھئے - زمین و آسمان کی ہر شے کا اندراج کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں ہے - اللہ تعالیٰ اس امر واقع کی خبر دینے کے لئے اگر ہر شے کا نام لے کر خبر دیتے تو دفتر بھی ناکافی ہوتے اس لئے لوح محفوظ میں ہر شے کے اندراج کی خبر اس طرح دی وَ كُلَّ شَیْءٍ احصینہ فی کتاب مبین - ہر شے کو ہم نے کتاب مبین میں ضبط کر دیا ہے - اب جو بھی شے ہے وہ کتاب مبین میں ہے کے اعلان کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ چونکہ فلاں چیز کا نام لے کر نہیں کہا گیا کہ وہ بھی کتاب مبین میں درج ہے' لہٰذا میں نہیں مانتا کہ وہ بھی وہاں درج شدہ ہے - اسی طرح حمد الٰہی و صلوٰۃ والی مذکور حدیث میں واقع لفظ کل سے ارشاد نبوی کہ ہر نیک کام کی ابتداء میں حمد و صلوٰۃ اگر نہ پڑھی گئی تو برکت نہ ہو گی کے فرمان کے بعد کوئی عالم یا مفتی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اذان کا چونکہ حدیث میں نام نہیں ہے لہٰذا اس سے پہلے صلوہ و سلام نہیں پڑھا جا سکتا -

حدیث مذکور میں ہر اہم اور اچھے کام کی ابتداء میں صلوہ و سلام پڑھنے کا ارشاد کل امر ذی بال سے فرمایا گیا ہے - اصول فقہ کی مستند و متداول کتاب منار تصنیف عبداللہ بن احمد ابو البرکات نسفی صاحب کنز الدقائق متوفی سن 710ھ میں تصریح سے یہ حکم موجود ہے -

و کل للاحاطۃ علی سبیلِ الافراد وھی تصحب الاسماً فتعمھا - لفظ کل اپنے مدخول کے تمام افراد کے احاطہ کے لئے آتا ہے - اسموں پر داخل ہوتا ہے اور اس کے ہر فرد کو عام ہوتا ہے - اس کی شرح نور الانوار میں امام الاصولین الشیخ احمد لکھتے ہیں -

فھذا یسمی عموم الافراد - لفظ کل کے اپنے مدخول کے تمام افراد کے احاطہ کو عموم الافراد کہتے ہیں -

فَاِن دخلت علی المنكَّرِ اَوجب عمومَ اَفرادہٖ - جب کل اسم نکرہ پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اس کے مدخول کے تمام افراد اس کے حکم میں ہوں -

نور الانوار کے محشی شاہ عبدالحلیم لکھنوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں -

لاَن عمومَ اَفراد مدخولہ کل مدلول کلمۃِ کل لغۃً" اس لئے کہ تمام افراد کو عام ہونا کلمہ کل کا لغت مدلول ہے - (نور الانوار ص 76 طبع کراچی)

حدیث نبوی مذکور میں كُلُّ امرٍ ذی بالٍ میں لفظ کل امرٍ ذی بالٍ نکرہ پر داخل ہوا ہے - لہٰذا ہر کام ذی بال و اہم کی ابتداء میں صلوٰۃ و سلام کے استحباب کا حکم یقیناً اصولاً و لغتاً اذان کو شامل ہے اور اذان کی ابتداء میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا بدعت نہیں بلکہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہو گی -

حکم عام کی تخصیص ہر نیک کام کی ابتداء میں صلوٰۃ و سلام کا یہ ترغیبی و استحبابی فرمان شارع علیہ الصلوٰۃ و السلام نے صادر فرمایا ہے کسی بھی متکلم کے عام حکم کو خود متکلم کے سوا کوئی دوسرا شخص خاص نہیں کرسکتا۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذان کو اس عام سے خارج نہیں فرمایا تو کسی مولوی عالم یا مفتی کو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی فرقہ وارانہ و خارجیانہ ذہنیت کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام حکم سے اذان کو خاص کرے اور اس سے پہلے صلوٰۃ و سلام بدعت قرار دے کر مداخلت فی الدین کرے۔

ایک اعتراض کہ رہاوی نے یہ حدیث اربعین میں تخریج کرکے کہا ہے کہ اس حدیث کا راوی اسماعیل بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ نیز یہ کہ امام سیوطی نے اس کے صحیح ہونے کی علامت (صح) نہیں لکھا لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر لنگ قطعاً لغو اور بیہودہ ہے۔

حجت المحدثین امام جلال الدین سیوطی عموماً۔ جامع صغیر میں جب کوئی حدیث درج کرتے ہیں تو اگر ان کے نزدیک اس حدیث کا مرتبہ مسلمہ محدثین صحیح ہونا متیقن ہوجائے تو وہ اس حدیث کے بعد (صح) صحیح ہے لکھ دیتے ہیں اور اگر اس کا ضعیف ہونا یقینی ہو تو حدیث کے آخر میں (ض) ضعیف ہے لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی حدیث بابت ہر اہم امر سے پہلے صلوٰۃ و سلام سے قبل ہر اہم امر سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی حدیث جو کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے' اسی رہاوی سے درج کی اور اس کے آخر میں لکھ دیا۔ (ض) یعنی ہر اہم امر سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے کی حدیث ضعیف ہے۔ مگر ہر اہم کام سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی حدیث مذکور کے آخر میں نہ تو صحیح ہے لکھا اور نہ ہی ضعیف ہے لکھا۔ غالباً صحیح تو اس لئے نہیں لکھا کہ سیوطی صاحب نے یہ حدیث رہاوی کی اربعین سے لی ہے اور رہاوی کے خیال میں اس کی روایت کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ محض رہاوی کے قول کا لحاظ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی اور ضعیف اس لئے قرار نہیں دیا کہ اسماعیل بن ابی زیاد کا متکلم فیہ ہونا علمائے رجال کے نزدیک درست نہیں اور یہ حدیث بہ چند وجوہ ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے

1۔ اسماعیل بن ابی زیاد ثقہ راوی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

اسماعیل بن زیاد و یقال له اسماعیل بن ابی زیاد السکونی قاضی الموصل (الی قوله)وقد ذکره الدار قطنی ان اسم ابی زیاد مسلم و سیاتی بیان ذلک فی اسماعیل بن مسلم- (تقریب التہذیب ج 1 ص 298 طبع حیدرآباد دکن) یعنی اسماعیل بن زیاد اسے ہی اسماعیل بن ابی زیاد کہتے ہیں یہ سکون کا رہنے والا شہر موصل کا قاضی تھا۔ دار قطنی نے کہا ہے کہ اسماعیل کے باپ ابی زیاد کا نام مسلم ہے اور عنقریب ہم اسماعیل بن مسلم کے ترجمہ

میں اس کا بیان کریں گے۔ پھر اسماعیل بن مسلم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

قال الدوری عن ابن معین ثقة (الی قوله) قال النسائی فی التمییز ثقه ذکره ابن حبان فی الثقات (تقریب التہذیب ج 1 ص 333)

دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ اسماعیل بن مسلم معتبر راوی ہے۔ امام نسائی نے التمییز میں اسے ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے بھی اسے ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

اس وجہ سے امام سیوطی نے اس حدیث کو ضعیف تسلیم نہیں کیا۔

2۔ یہ کہ خود رہاوی نے باوجود خود ایک راوی کے ضعیف ہونے کے قول کے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا بلکہ غریب کہا ہے اور غریب حدیث صحیح بھی ہوتی ہے۔ امام ترمذی نے سنن ترمذی میں بہت سی احادیث کو غریب کہا اور قدوۃ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ:

ولا شبهة فی جواز اجتماع الحسن والصحة بان یکون حسنالذاته وصحیحالغیره و کذلک اجتماع الغرابة والصحة کما اسلفنا- (مقدمہ مشکوٰۃ ص 6)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک ہی حدیث حسن بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی کہ وہ لذاتہ تو حسن ہو لغیرہ صحیح ہو اس طرح ایک ہی حدیث غریب بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی۔

اسی وجہ سے اس حدیث کُلُّ امر ذی بال لا یبدأ فیه بالحمد والصلوٰة علیّ الخ۔ کو نہ تو رہاوی نے ضعیف کہا اور نہ امام سیوطی نے ضعیف قرار دیا۔

3۔ اس حدیث کے ضعیف نہ ہونے کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث کو صرف رہاوی نے ہی اپنی سند سے جس میں اسماعیل بن ابی زیاد ہے روایت نہیں کیا بلکہ اسے بہت سے محدثین نے اپنی اپنی سندوں سے روایۃ کیا ہے۔ امام ابو موسیٰ مدینی نے اسے اپنی سند سے تخریج کیا۔ امام دیلمی نے مسند فردوس میں۔ محدث محاملی نے الارشاد میں اور محدث شہیر عمرو بن ہندہ نے اپنی کتاب المستخرج میں اپنی اپنی سندوں سے تخریج کیا۔ دیکھو (القول البدیع للسخاوی ص 240 طبع مدینہ منورہ)

اور محدثین کے نزدیک کوئی حدیث اگر اس کے کسی ایک طریق روایت میں کوئی راوی ضعیف بھی ہو۔ جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو جائے تو پھر وہ حدیث ضعیف نہیں رہتی بلکہ وہ حدیث حسن ہو جاتی ہے۔

چنانچہ امام ابن ہمام حدیث شریف أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یسجد علی کوْرِ عمامته (رواه ابو نُعَیم فی الحلیةِ و ابن عدیٍ فی الکامل) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستار شریف کے بل پر سجدہ فرمایا کرتے تھے' کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث راوی

عمرو بن شمر کے ضعیف ہونے اور جابر جعفی کے کذاب ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے - پھر لکھتے ہیں کہ :

ولو تم تضعیف کلها کانت حسنةً لتعدد الطرق و کثرتها (فتح القدیر ج 1 ص 215)
اور اگر اس حدیث کے طرق روایت تمام کے تمام ہی ضعیف ہوں تب بھی یہ حدیث ضعیف نہیں ہو سکتی بلکہ حدیث حسن کہلائے گی کیونکہ یہ حدیث متعدد و کثیر سندوں سے روایت ہوئی ہے
اسی طرح حدیث لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ (رواہ ابوداود)
یعنی وضو کی ابتدا میں جو شخص بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو کامل نہیں ہے -
کے طرق روایت کے ضعف و انقطاع پر بحث کرنے کے بعد ابن ہمام لکھتے ہیں کہ اس کے تمام طرق روایت کے ضعف کے باوجود یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ درجہ حسن پر فائز ہے - کیونکہ کثرت طرق روایت نے اس حدیث کو حسن بنا دیا ہے -

بناء علی ان کثرةَ الطرقِ ترقّیهِ الی ذلک (فتح القدیر ج 1 ص 14) یعنی کثرت طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے مرتبہ پر فائز ہو چکی ہے -

لہذا اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام والی حدیث کے کسی ایک طریق میں اگر کسی راوی کا ضعیف ہونا کوئی تسلیم بھی کر لے تب بھی اس حدیث کے کثرت طرق سے روایت ہونے کی بنا پر یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حدیث حسن ہے -

4 - تعامل اہل اسلام | اس حدیث کے ضعیف نہ ہونے کی چوتھی وجہ یہ بھی ہے کہ کسی حدیث پر اگر تعامل اہل اسلام ہو یعنی تمام امت کے علماء کا اس پر عمل ہو تو وہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے ضعیف نہیں رہتی بلکہ حدیث مقبول ہو جاتی ہے - چنانچہ دیوبندی محدث مولوی محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں :

اذا تأید العمل لرتقی من حال الضعف الی مرتبہ القبول قلت و هو الا وجهه عندی (فیض الباری ج 3 ص 409) یعنی کسی حدیث ضعیف پر امت کا اگر تعامل ہو جائے تو وہ حدیث ضعیف نہیں رہتی بلکہ حدیث مقبول کہلاتی ہے - میرے نزدیک یہی درست ہے -

اب اس حدیث ہر اہم امر سے پہلے صلوٰۃ و سلام پر تعامل امت دیکھئے - علامہ عبدالرؤف مناوی اس حدیث کی شرح میں مختلف علماء کے اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق علماء کی ناقدانہ آراء کے باوجود اس حدیث کی مقبولیت اور تمام امت کے اکابر و اصاغر علماء کے اس پر عمل کی یہ شان ہے کہ :

وفیه کالذی قبله تعلیمٌ حسنٌ و توقیفٌ علی ادبٍ جمیلٍ و بعثٌ علی التیمُّنِ بالذکرین والتبرک بهما و الا ستظهارِ بمکانهما علی قُبول ما یُلقی الی السامعین و اصغائهم الیه و انزاله فی قلوبهم المنزلة التی یبغیها المستمع وقد توارث العلماءُ والخطباءُ والوعاظ کابراً عن کابر هذا الادب فحمدوا اللہ و صلوا علی نبیه اَمام کل علم مفاد و قبل کل عِظَة و تذکرة وفی مفتتح کل خطبة و تبعهم المترسلون فاجروا علیه اوائلَ کتبهم من الفتوح و التهانئ و غیر ذالک من الحوادث التی لها شان - ذکره کلّه الزمخشری - (فیض القدیر شرح جامع صغیر ج 1 ص 14)

اس ہر اہم امر سے پہلے حمد و صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے ارشاد نبوی میں اس سے پہلے ہر اہم امر سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ارشاد کی طرح اچھائی کی تعلیم ہے اور خوب ادب کی رہنمائی ہے کہ ہر اہم امر سے پہلے بسم اللہ شریف بھی پڑھنی چاہئے - حمد الٰہی بھی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھی پڑھنا چاہئے - حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمدِ الٰہی و ذکر نبی دونوں ذکروں سے تبرک حاصل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے کہ ان دونوں ذکروں حمدِ الٰہی و صلوٰۃ و سلام کی مدد سے کلام سننے والوں کے متوجہ ہونے اور ان کے دلوں میں کلام کے اتارنے میں کامیابی ہوگی - تمام امت کے علماء و خطباء و واعظین کا یکے بعد دیگرے یہ عمل جاری ہے کہ سب کے سب اسی حدیث و اسی فرمانِ نبوی کی وجہ سے ہی اپنی ہر علمی گفتگو ہر تقریر و وعظ ہر ذکر و خطبہ کی ابتداء میں حمد الٰہی اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے چلے آ رہے ہیں اور پھر مصنفین کا بھی اسی پر تعامل ہے کہ ہر اچھے مضمون کی کتب کی ابتداء حمد و صلوٰۃ سے ہی ہوتی ہے - علامہ زمخشری نے یہ سب کچھ ذکر کیا ہے -

علامہ عبدالروف مناوی کی اس ساری گفتگو سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ ہر اہم امر سے پہلے حمد و صلوٰۃ پڑھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم و ترغیب فرمائی ہے اور باوجود اس کے بعض روایات کے متکلم فیہ ہونے کے تعامل امت سے یہ حدیث مقبول ہو چکی ہے بلکہ اس حدیث پر پوری امت کا عملی اجماع ہو چکا ہے کہ کسی بھی مسلک و مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی عالم یا مصنف اپنی تقریر یا تصنیف و تحریر کی ابتداء میں نحمدهٗ ونصلّی الخ - یا الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام الخ - یا کسی اور عبارت سے حمد و صلوٰۃ و سلام پڑھے بغیر نہ تو کوئی وعظ و بیان کرتا ہے نہ کوئی اس حدیث پر عمل کئے بغیر کتاب و رسالہ لکھتا ہے - یہاں تک کہ ہر اہم امر کی ابتداء میں بسم اللہ شریف پڑھنے کی حدیث کی نسبت بھی اس حدیث حمد و صلوٰۃ پر زیادہ تعامل جمیع ملل و نحل ہے - اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام کے منکرین خود بھی اسی حدیث پر عمل پیرا ہو کر ہی ہر اہم امر وعظ و تصنیف سے پہلے حمد و صلوہ پڑھتے چلے آ رہے ہیں -

تعامل علمائے دیوبند | کتاب "تبلیغی نصاب" تمام اکابر و اصاغر علمائے دیوبند کے نزدیک مستند

وَعِنْدَ الْاَذَانِ (الشفاء ج 2 ص 66 طبع مصر) اور اذان کہتے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنا چاہئے۔
عند کا معنی وقت ہے۔ جیسا کہ منیۃ المصلی میں باب صفت الصلوٰۃ میں ہے۔ والخرج یدیه من کُمَّیْهِ عند التکبیر۔ یعنی تکبیر کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ آستینوں سے نکال لے تو یہاں بھی یہ معنی ہوگا کہ اذان پڑھنے سے پہلے صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لے کہ اذان نیک کام ہے اور ہر نیک کام سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے۔ واضح رہے کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا عموم کل واقع حدیث مذکور سے ثابت ہے اور اذان کے بعد بھی صلوٰۃ و سلام پڑھنا دوسری حدیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علیّ فانه من صلی علیَّ صلوٰۃً صلی اللہ علیه بها عشراً رواہ مسلم (القول البدیع للسخاوی ص 186) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم اذان سنو تو مؤذن کے ساتھ ساتھ وہی کلمے پڑھتے جاؤ۔ جب اذان ختم ہوجائے تو مجھ پر صلوٰۃ پڑھو۔ جس نے مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ پڑھی اللہ تعالیٰ نے اس پر دس رحمتیں نازل فرمادیں (صحیح مسلم)

حدیث مذکور "کل امرذی بال" اور اس حدیث "اذا سمعتم المؤذن" سے ثابت ہوا کہ اذان سے پہلے بھی اور اذان کے بعد بھی صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

حدیث ضعیف بھی صحیح ہوتی ہے غلط نہیں ہوتی

حدیث صحیح یا ضعیف اثبات حکم شرعی وجوب و استحباب کے لئے محدثین کی مراتب حدیث کی ایک اصطلاح ہے۔ بعض جہلاء و گستاخان حدیث کسی حدیث کے ضعیف ہونے سے جہلاء کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حدیث ضعیف غلط — و بے کار — و ناقابل عمل ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسا سمجھنا سراسر جہالت و شقاوت ہے۔ حدیث ضعیف کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ یہ حدیث من گھڑت موضوع یا باطل ہے۔ محقق احناف امام ابن ہمام کہتے ہیں۔

وبه یقوی ظن صحة المرفوعات اذ لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل ما لم یثبت بالشروط المعتبرة عند اهل الحدیث مع تجویز کونه صحیحاً فی نفس الامر فیجوزان تقترن قرینة تحقق ذٰلک و ان الراوی الضعیف اجاد فی هذا المتن المُعَیَّن (فتح القدیر شرح ہدایہ ج 1 ص 215 طبع مصر)

یعنی مرفوع احادیث کے متعلق قوی ظن یہی رکھنا چاہئے کہ ان کی اسناد میں رواۃ کے ضعف یا جہالت کے باوجود وہ حدیثیں صحیح ہی ہوتی ہیں کیونکہ کوئی گناہ گار مسلمان بھی اپنی من گھڑت بات

کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بنانے کی جرات نہیں کرسکتا اور ضعیف کا یہ مطلب ہی نہیں کہ وہ حدیث باطل ہوتی ہے بلکہ حدیث ضعیف محدثین کے چند مقرر کردہ شرائط پر پوری نہ اترنے والی حدیث کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر قرینہ موجود ہو تو ضعیف حدیث بھی فی نفسہٖ صحیح اور جید ہوتی ہے اور راوی ضعیف مضبوط متون احادیث بھی بیان کردیتے ہیں۔

حدیث عام شامل صلوٰۃ قبل اذان حدیث جید المتن ہے

محقق ابن ہمام کے مطابق حدیث کل امر ذی بال لا یُبْدَأُ فیه بالحَمْدِ والصلوٰۃِ عَلَیَّ الخ۔ حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے اور قرینۃً و درایۃً جید المتن ہے کیونکہ حمد الٰہی ہر وقت مطلوب ہے۔ اور صلوٰۃ علی النبی مشتمل بر حمد الٰہی بھی ہے اور اشد مؤکد از جمیع مؤکدات نبویہ ہے اور فضائل صلوٰۃ و سلام کا قرینہ صریحہ اظہر من الشمس ہے۔

حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہونا شرعی مسلّم حکم ہے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ حدیث مذکور حدیث حسن و مقبول ہے۔ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ اس کے راوی اسماعیل بن ابی زیاد کے متعلق امام رہاوی کا خدشہ ضعف صحیح نہیں کیونکہ محقق علمائے رجال اس کی توثیق کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے اور تعامل علماء امت سے حسن و مقبول ہے۔ مگر بصورت لا نسلم جیسا کہ فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد احادیث کے متعلق منکرین کی عادت ثانیہ ہے۔ علی سبیل التنزل اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تب بھی ہمارے مدعی کے اثبات کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں درج کیا اور امام سیوطی نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ انہوں نے جامع صغیر میں کوئی جعلی یا جھوٹی حدیث درج نہیں کی۔

وصُنْتُهٗ عَمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ وَضَّاعٌ اَوْ کَذَّابٌ (جامع صغیر ج 1 ص 3) یعنی میں نے اپنی اس کتاب جامع صغیر میں منفرد، وضاع یا جھوٹے راوی کی کوئی جھوٹی یا موضوع حدیث درج نہیں کی۔

اور باجماع علماء محدثین ضعیف حدیث سے مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے تو چونکہ حدیث مذکور موضوع نہیں لہٰذا اس سے استحباب ثابت ہے۔

علمائے دیوبند کا فیصلہ کہ حدیث ضعیف سے مستحب ثابت ہوتا ہے

دیوبندی فرقہ کے مسلّم پیشوا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی لکھتے ہیں

والاستحباب یثبت با الضعیف غیر الموضوع (فتح الملہم شرح مسلم مقدمہ) یعنی حدیث جعلی نہ ہو ضعیف ہو تو بھی مستحب ثابت ہوجاتا ہے۔

اہل حدیث کہلانے والے علمائے غیر مقلدین کا فیصلہ

دیوبندی فرقہ کے عثمانی صاحب کا فیصلہ آپ پڑھ چکے ہیں اب مسلمانوں کو بدعتی و مشرک بنانے میں دیوبندیوں کی چٹی بھائی بلکہ استاذ

جماعت غیر مقلدوہابیوں کے سب سے بڑے محدث مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ بھی ملاحظ کریجئے۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی حدیث کے متعلق سید نذیر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمن اگرچہ متکلم فیہ ہے۔ جیسا کہ "میزان الاعتدال" وغیرہ میں مذکور ہے۔ لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا جواز و استحباب کے منافی نہیں کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔

قال فی فتح القدیر فی الجنائز والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (فتاوی ثنائیہ بحوالہ فتاوی نذیریہ ج ۱ ص 315) یعنی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے متعلق حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمن کے متعلق جرح ہوئی ہے۔ مگر اس راوی کے مجروح و ضعیف ہونے کے باوجود اس حدیث سے بعد نماز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام احناف ابن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ کے باب الجنائز میں ذکر کیا ہے کہ حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہوجاتا ہے۔

غیر مقلدین کے پیشوا شوکانی کی تصریح | نوافل اوابین کے متعلق ضعف احادیث کا ذکر کرتے ہوئے شوکانی صاحب لکھتے ہیں۔

وان کان اکثرھا ضعیفا فھی منتھضۃ بمجموعھا لا سیما فی فضائل الاعمال (نیل الاوطار ج 3 ص 56) نوافل اوابین کے متعلق اکثر احادیث ضعیف ہیں مگر چند ضعیف روایات مل کر بلند مرتبہ ہو کر مستحب اعمال میں کام دیتی ہیں۔

علمائے احناف کا فیصلہ | امام ابن ہمام فقہائے احناف میں سے مسلم محقق فقیہ ہیں۔ ان کی کتاب فتح القدیر شرح ہدایہ کے باب الجنائز کا حوالہ خود مولوی نذیر حسین غیر مقلد کی زبانی آپ پڑھ چکے ہیں کہ:

والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (فتح القدیر باب الجنائز) یعنی حدیث موضوع سے تو نہیں البتہ حدیث ضعیف سے کسی امر کا مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

حدیث نبوی کے حوالہ سے اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے

حدیث شریف: کُلُّ اَمْرٍ ذی بال لا یُبْدأُ فیہ بالحمد والصلوٰۃِ عَلیَّ فھو اَقْطَعُ مَمْحُوقٌ من کل برکۃٍ یعنی ہر نیک و اہم کام جس سے پہلے حمد و صلوٰۃ نہ پڑھی گئی وہ ناقص اور ہر برکت سے محروم ہے

آپ پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حدیث میں لفظ کل امر ذی بال جس کا معنی ہر

اہم کام کا ہے لفظ کل اپنے مدخول کے تمام افراد کے لئے حاوی اور محیط ہوتا ہے۔ اذان بھی بلا ریب اہم و نیک کام ہے اور یہ حدیث باوجود کسی راوی کے متکلم فیہ ہونے کے اس راوی کی توثیق بھی ہوچکی اور حدیث متعدد محدثین سے، متعدد سندوں سے روایت ہو کر اور تعامل امت سے مؤید ہوکر حدیث حسن و مقبول ثابت بھی ہوچکی ہے۔ مزید برآں باجماع محدثین حدیث ضعیف سے بھی مستحب ثابت ہونا واضح ہو چکا۔ اب کسی بھی ذی شعور و باایمان آدمی کو اس میں ذرہ برابر بھی تردد نہیں ہوسکتا کہ اذان و تکبیر و دیگر کسی بھی نیک کام سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا خواہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عملاً ثابت ہو یا نہ ہو بہ تقاضائے عموی ترغیبی ارشاد نبوی مستحب ہے اور مستحب ہونے کے لئے سنت نبوی ہونا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ سے مستحب کی تعریف سے عیاں ہوچکا ہے تو سنت صحابہ ہونا تو بطریق اولیٰ شرط نہیں ہوگا۔ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام کے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا سنت صحابہ ہونے کا ہمارا دعویٰ نہیں ہے، ہم اس کے مستحب ہونے کے مدعی ہیں جسے ہم نے بدلائل باہرہ ثابت کردیا ہے۔ کسی مستحب و محبوب نبوی کو بدعت مذمومہ و حرام کہنا خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا اور کسی نئی شریعت کی ایجاد ہے جو کہ سراسر جہالت و شقاوت ہے۔

اقامت صلوٰۃ یعنی جماعت نماز کے لئے تکبیر پڑھنے سے پہلے بھی صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے

امام شمس الدین سخاوی متوفی مدینہ منورہ 902ھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کے اوقات مستحبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفِی الصَّلوٰۃِ وَ عَقْبَھَا وَعِنْدَ اِقَامَتِھَا الخ (القول البدیع ص ۲۷۰)

نماز کے اندر یعنی تشہد کے ساتھ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور نماز کے لئے تکبیر کہتے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

دیوبندی فرقہ کے گھر سے ثبوت | مواقع خیر و برکت میں صلوٰۃ و سلام کو یہ کہ کر کہ سنت نہیں بدعت و ناجائز کہنے کا چارج دیوبندی مولوی صاحبان کے پاس ہی ہے۔ مگر دیکھئے ان کے مایہ ناز مولوی محمد زکریا صاحب مصنف تبلیغی نصاب نے فضائل درود شریف کے جہاں تقریباً ایک سو مواقع ذکر کئے ہیں، یہ بھی لکھا ہے کہ:

اذان کے جواب کے بعد اور تکبیر کے وقت اور دعا مانگنے کے شروع میں (تبلیغی نصاب ص 750

دیکھ لیا آپ نے؟ کہ خود علمائے دیوبند کے نصاب دین کی رو سے نماز باجماعت کی تکبیر کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنا چاہئے۔ اب ان سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ و